JOURNAL OF RESEARCH (URDU)

ISSN (Print): 1726-9067, ISSN (Online):1816-3424
Volume No. 41, Issue No.01

JOURNAL'S PROFILE

Journal of Research (Urdu) is a bi-annual "Y" category journal approved by Higher Education Commission of Pakistan.
It started in 2001 from Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan). At that time, it was owned by the Faculty of Languages & Islamic Studies. Later in 2008, Higher Education Commission of Pakistan recognized it as a research journal of Urdu in Category "Z". Since then, it is owned by the Department of Urdu, BZU, Multan. In 2014, it was upgraded and accepted for Category "Y".

CONTACT

Dr. Muhammad Asif
Editor, Journal of Research
Department of Urdu, BZU Multan-60800

MOBILE:
+92 333 6062921

WEBSITE:
https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

EMAIL:
jorurdu@bzu.edu.pk
muhammadasif12@bzu.edu.pk

ADDRESS

Office of the Journal of Research (Urdu), Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University, Multan

TITLE OF THE PAPER

سید ضمیر جعفری کی طنزیہ ومزاحیہ شاعری میں سماجی شعور

AUTHOR(S)

* **Dr. Amina Raja**
Department of Urdu
Karakoram International University, Gilgit

CONTACT

* dilhummir@gmail.com

HISTORY OF THE PAPER

Received on: June 04, 2025
Accepted on: June 26, 2025
Published on: June 30, 2025

DETAIL(S)

Volume No. 41, Issue No. 01, Page No: 38-54
Publisher:
Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University
Multan (Pakistan)-60800

LICENSE

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

COPYRIGHT

©The author(s) 2025. ©Journal of Research (Urdu) 2025.
This publication is an open access article.

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 41, Issue No. 1, June 2025

* ڈاکٹر آمنہ راجہ

سید ضمیر جعفری کی طنزیہ ومزاحیہ شاعری میں سماجی شعور

Social Consciousness in the Satirical and Humorous Poetry of Syed Zamir Jafri

ABSTRACT

Syed Zamir Jafery holds a distinguished position on the canvas of humorist poetry. He used comic poetry in a well behaved, honorable and gentle manner and expressed his deep insight of life in a very simple and easy mode. He has been a victim of irony of life and cruel behavior of community, but never expressed its shadow on his humorist poetry. He skillfully transformed the bitter situations to a pleasant sweet and salty taste and mounted laughter for his audience or readers and remained reluctant to tease in reaction. He maintains opinion of passing life in pleasant way instead of burning and weeping. So the origin of his humorist poetry is the bitter realities of life. His poetry expresses the miseries in economic, moral and social decline, poverty, illiteracy, old and new civilizations and their negative impacts in a very funny tone. To him this is a very alarming situation and he succeeded in conveying its drastic impacts in a very light and pleasant way. In other words, he presented the bitter realities of life as a sugar quoted tablet.

KEYWORDS

Syed Zamir Jafri, Humorous Poet, Satirical Poetry, Urdu Comic Literature, Social Criticism in Poetry, Irony in Life and Literature, Comic Expression in Urdu, Wit and Humor in Urdu Poetry, Moral and Social Decline

سید ضمیر جعفری (۱۹۱۶ء۔۱۹۹۹ء)

اُردو طنز و مزاح کی شعری کائنات میں سید ضمیر جعفری بلند و معتبر مقام پر متمکن ہیں۔ شائستہ، پر وقار اور مہذب مزاح کے شاعر اپنی عمیق نظری، بدیہہ گوئی اور برجستگی کے سبب سہل ممتنع میں بڑی سے بڑی بات کہہ جانے کا فن جانتے ہیں۔ ایک عام انسان کی مانند وہ حالات کی ستم ظریفیوں اور گرد و پیش میں بسنے والے احباب کی ستم شعاریوں کا شکار رہے لیکن مزاج، کردار، چہرے اور زبان و بیان کی شائستگی اور شگفتگی میں کبھی کمی نہ آنے پائی۔ اپنی

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E): 1816-3424
Volume No. 41, Issue No. 1, June 2025

طنزیہ شاعری سے ماحول کو تلخی، شیرینی اور نمکینی عطا کرنے والے ضمیر جعفری، کتنے آنسو پی گیا ہوں مسکرانے کے لیے، دل آزاری سے ہمیشہ گریزاں رہے۔ سرفراز شاہد لکھتے ہیں:

> ''مزاحیہ شاعری میں ضمیر جعفری کو پیرومرشد کا درجہ حاصل ہے۔ مزاح کی تخلیق میں جس سادگی اور پرکاری سے انھوں نے زندگی کے چہرے سے نقاب سرکایا ہے اور اس کے اظہار میں جس شائستگی اور تہذیب فن کا ثبوت دیا ہے۔ اس جادو سے شعروادب کی تاریخ پہلے آشنا تھی۔''(1)

اکبرالٰہ آبادی کے بعد آپ کو سب سے بڑا طنز و مزاح نگار تسلیم کیا گیا ہے۔ آپ پچاس سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں۔ طنزیہ ومزاحیہ شاعری پر مبنی کلیات نشاط تماشا فکری وفنی لحاظ سے اردو ادب کا شاہکار ہے، جس میں شامل سّید ضمیر جعفری کی طنزیہ ومزاحیہ نظمیں، غزلیں، قطعات، رباعیات اور تحریفات اردو ادب کا گراں قدر سرمایہ ہیں۔

مافی الضمیر جیسی گراں قدر تصنیف کے خالق کا اصل نام سید ضمیر حسین جعفری تھا۔ آپ یکم جنوری ۱۹۱۶ء کو ضلع جہلم کے نزدیک ایک گاؤں چک عبدالخالق میں پیدا ہوئے۔ اسلامیہ کالج لاہور سے بی اے کیا۔ طالب علمی کے زمانے سے ہی لکھنے کا آغاز ہو چکا تھا۔ روزنامہ احسان اور شیرازہ لاہور سے بھی منسلک رہے۔ آزادی سے پہلے برطانوی فوج میں اور آزادی کے بعد پاکستانی فوج سے وابستہ رہے لیکن طبعیت فنونِ لطیفہ کی طرف مائل تھی لہٰذا بحیثیت کیپٹن فوج سے ریٹائرمنٹ لے لی۔ مختلف ادبی اداروں میں خدمات انجام دیں۔ تجربات ومشاہدات کی دنیا وسیع ہوئی تو اپنا ذاتی روزنامہ بادِ شمال جاری کیا جو بدقسمتی سے کامیاب نہ ہو سکا۔ ۱۹۵۱ء میں دیہاتی نشست پر الیکشن لڑا لیکن ناکامی مقدر ہوئی تو دوبارہ فوج میں بھرتی ہوئے اور ۱۹۶۵ء کی جنگ میں شرکت کا اعزاز پایا اور میجر کے عہدے تک ترقی پاکر ریٹائر ہو گئے۔ آپ نے اکادمی ادبیات پاکستان میں بھی اہم عہدے پر فرائض انجام دیے۔ آپ کی شاعری کا آغاز ۱۹۳۵ء میں سنجیدہ ومزاحیہ شاعری سے ہوا لیکن ادب میں نمایاں نام و معتبر مقام اپنی طنزیہ ومزاحیہ شاعری کی بدولت حاصل ہوا۔ آپ نے ثقافتی کالم بھی لکھے اور ٹی وی پر مختلف پروگراموں کی میزبانی بھی کی۔ مزاحیہ شاعری پر مبنی کتب میں مافی الضمیر، ولایتی زعفران، ضمیریات، ضمیر ظرافت، بے کتابے، شناخت پیریڈ، دست و داماں اور روئے دریا سلسبیل و قصر دریا آتش اردو فکاہی ادب میں نمایاں مقام رکھتی ہیں۔ آپ کی علمی وادبی خدمات کے اعتراف میں تمغہ ء قائد اعظم، صدارتی تمغہ ء حسن کارکردگی اور ہمایوں گولڈ میڈل سے نوازا گیا۔

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 41, Issue No. 1, June 2025

آپ کی خاندانی شرافت، نام ونسب کی نسبت مافی الضمیر میں حدیث دوست کے عنوان سے نذیر احمد شیخ نے نظم تحریر کی جس میں آپ کے طبعی اوصاف کے ساتھ آپ کے فنی کمالات کو بھی خوب بیان کیا ہے

خاندانی سیدوں کی آل ہیں، میجر ضمیر
نیک ہیں، خوش بخت ہیں، خوش حال ہیں میجر ضمیر
شاعر وافسر بلند اقبال ہیں میجر ضمیر
اس لئے کچھ فیٹ ہیں کچھ ٹال ہیں میجر ضمیر
آپ اپنے وقت کے ملّا نصیر الدین ہیں
شعر شکر آفریں ہیں، چٹکلے نمکین ہیں
ان کی رنگ آرائیوں سے محفلیں رنگین ہیں
قہقہوں کا دائمی بھونچال ہیں میجر ضمیر(2)

جبکہ خود اپنے بارے میں کہتے ہیں:

وہ ضمیر بے نوا، وہ ایک فقیر حال مست،
ایسے بندوں کا فلاں ابن فلاں نہ پوچھ(3)

حقیقت نگاری ضمیر جعفری کی شاعری کا بنیادی وصف ہے آپ کے ہاں تخیل اور فرضیت سے زیادہ واقعات اور عقلی تجربات ومشاہدات کا ذکر ملتا ہے اس لیے زیادہ تر آپ کی نظمیں اپنے عہد کے اہم واقعات کے بیان پر مبنی ہیں۔اُردو کی ظریفانہ شاعری اور اس کے نمائندے میں ڈاکٹر فرمان فتح پوری آپ کی شاعری کے بارے میں رقم طراز ہیں:

"ضمیر جعفری اپنی شاعری میں لفاظی یا لفظوں کی شعبدہ گری سے ظرافت کو جنم نہیں دیتے بلکہ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ کسی واقعے یا صورتحال کے کمزور اور قبیح پہلوؤں کا ندرت خیال کی مدد سے، سنجیدہ الفاظ میں، ایسا خاکہ کھینچا جائے کہ وہ قاری یا سامع کے حق میں لطف انگیز اور خوش گوار بن جائے۔"(4)

سید ضمیر جعفری کے کلام میں واقعاتی حقائق اس قدر وضاحت اور صراحت کے ساتھ موجود ہیں کہ بیشتر قومی اور اکثر بین الاقوامی معاملات وواقعات کی تدریجی دستاویز بھی مرتب کی جاسکتی ہے،اس کی وجہ سید ضمیر جعفری کی حساس طبیعت تھی کہ کوئی بھی واقعہ جو افراد کے معاشی، معاشرتی، سیاسی اور سماجی حالات پر اثرانداز ہونے کی صلاحیت

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

رکھتا تھا، آپ اُس پر اپنے ردِ عمل کا اظہار اپنی شاعری کے ذریعے کرتے تھے؛ یہی وجہ ہے کہ آپ کی شاعری میں مزاح کے ساتھ طنز اپنی بھرپور صورت میں نظر آتا ہے۔ بلاشبہ واقعاتی مزاح نگاری کا پیشوا اور امام اکبرالہ آبادی کو کہا جاتا ہے اور بے شک اُن کے بعد دُور دُور تک یہ میدان خالی ہی نظر آتا ہے لیکن اکبر کے بہت بعد آپ نے واقعاتی مزاح پر بڑی دیانتداری سے سخن آزمائی کی اور کامیاب بھی رہے جو یقیناً کا ہی ادب کے لئے قابل فخر بات ہے۔

آپ کے اشعار کو اگر واقعات کا شاعرانہ بیان کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا اور چونکہ آپ کی شاعری وقت کی آواز تھی اس لیے آپ کی شاعری کے بیشتر موضوعات و عنوانات انفرادی و اجتماعی طور پر فرد کو در پیش سیاسی، سماجی، معاشی اور معاشرتی مسائل و مصائب کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔انسان کی زندگی تلخ و شیریں حقائق کا مجموعہ ہے جہاں ایک طرف زندگی میں آنے والے رنج والم، خوشیوں کی نسبت دیر تک انسان کے ذہن و دل پر اپنا تاثر قائم رکھتے ہیں تو وہیں دوسری جانب انسان اپنی فطرت سے مجبور خوشیوں پر مسرور کم اور دکھوں پر رنجور زیادہ رہتا ہے اس لیے زندگی کی تلخیاں اُسے بیشتر رنجیدہ ہی رکھتی ہیں۔ایسی طنزیہ و مزاحیہ شاعری میں جو وقت و حالات کی سچی ترجمان ہو اانسانی المیاتی حقائق کا موجود ہونا عین فطری عمل ہے۔ سید ضمیر جعفری نے اپنی شاعری میں اُن تمام کرداروں اور آزاروں کا ذکر بڑی فصاحت وبلاغت سے کیا ہے جن کی وجہ سے دنیا میں حضرت انسان آزردہ و افسردہ رہتا ہے۔انسان کو آزار میں مبتلا رکھنے والے ایسے کرداروں میں مولوی، ملاّ، پنڈت، ناصح، زاہد، قاضی کے ساتھ ساتھ دورِ جدید کے دیگر کردار جن میں پولیس، کلرک، سرکاری افسر، لیڈر بھی شامل ہو چکے ہیں۔ آپ نے ان کرداروں پر طنز کیا ہے۔ مافی الضمیر کی بیشتر نظموں میں آپ سیاسی رہنماؤں کی صورت اُن لٹیروں کا ذکر کرتے ہیں جو رہبر کم اور رہزن زیادہ ہیں، جو ووٹر سے اُن کا حال ہی نہیں مستقبل بھی چھین لیتے ہیں اور کیسے کیسے لالچ دے کر انھیں لوٹتے ہیں کہ الاماں ! نظم میرا انتخابی شعور میں نلائق سیاستدان کو اگر حکومت مل جائے تو وہ کیا تباہی لائے گا؟ میں کہتے ہیں

خوشا اے ووٹرو!
لو میں بھی اک منشور لایا ہوں
تمناؤں کی بھوری بیریوں پر بور لایا ہوں۔
ہر اک دلِ بند، حاجت مند کو خوشند کر دوں گا
گلی کوچے کی گندی نالیوں کو بند کر دوں گا

بجٹ میں کم سے کم رکھوں گا خرچہ کارخانوں کا
مگر تھمنے نہ دوں گا غلغلہ فلمی ترانوں کا
مری جاں حزیں کا بار غم ہلکا نہیں ہوگا
کہ جب تک ہر گلی کے موڑ پر نلکا نہیں ہوگا(5)

پروفیسر ڈاکٹر شوکت اللہ خاں، سید ضمیر جعفری کے فکروفن پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سید ضمیر جعفری اس دور کے مانے ہوئے ظرافت نگار ہیں۔ انھوں نے سماجی و سیاسی موضوعات پر نہایت بے باکی سے قلم اٹھایا ہے۔ سید ضمیر جعفری کی نظم میرا انتخابی منشور سیاسی حالات کی عکاس ہے۔"(6)

سیاسی حالات اگر موافق اور متوازن نہ ہوں تو سیاسی انتشار پھیلتا ہے، سیاسی انتشار سے بدامنی پھیلتی ہے اور بدامنی سے صنعت، کاروبار اور تعلیم کے ساتھ ساتھ اخلاقی اقدار و روایات یکساں متاثر ہوتے ہیں پھر یہی بدامنی و بدحالی زندگی کو منفی چلن کی طرف لے جاتی ہے۔ نظم میرا انتخابی منشور میں سید ضمیر جعفری نے سیاسی انتشار کے نتیجے میں پھیلنے والے منفی اثرات کے المیہ کو بڑی بذلہ سنجی سے بیان کیا ہے۔ آپ طنز و مزاح کی حقیقی رمز سے آشنا تھے اس لیے مزاح، طنز اور طنز و مزاح کی تہہ چھپے المیاتی پہلو کی حقیقت کو نہایت وضاحت سے بیان کیا۔ طنز و مزاح کے باہمی تعلق کے بدلے میں اپنے نظریہ کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"میں طنز کو مزاح کا جڑواں بھائی سمجھتا ہوں۔ اس بات کا بھی قائل ہوں کہ اس کے بغیر حقیقت پسندی کا عنصر پنپنے نہیں پاتا بلکہ یہ بھی کہ اگر مزاح میں سے طنز کو خارج کر دو تو باقی چربی یا چرب زبانی رہ جاتی ہے۔۔۔ میں طنز کو تیغ و کفن پہنا کر میدانِ جنگ میں اُتارنے کا قائل نہیں ہوں۔ وہ بے شک لڑے مگر ہاتھ میں تلوار نہ ہو۔"(7)

پھر طنز و مزاح سے ایک قدم آگے بڑھ کر طنز و مزاح کی تخلیق میں چھپے بنیادی المیاتی حقائق کے بدلے میں لکھتے ہیں:

"زندگی کو ہنس کر گزارنا رو کر گزارنے سے بہتر ہے۔ یوں مزاح کے ڈانڈے بھی اندوہ ہی سے ملے ہوتے ہیں۔ دونوں کا سرچشمہ ایک ہے۔ کربِ دل آدم، آشوب عصر؛ لہجہ مختلف بات ایک، خون مشترک شبخون الگ الگ، ایک جھیل سے نکلتے ہوئے دو دریا۔"(8)

اپنے اسی نظریہ ءطنز ومزاح اور اس میں بیان کردہ المیاتی حقائق کو نظمیہ پیرائے میں یوں پیش کیا ہے:

جزاک اللہ ضمیر اس تیرے طرزِ نے نوازی پر
ترے اشعار آنسو ہیں مگر خوشحال کرتے ہیں (9)

طنز ومزاح سے متعلق مذکورہ نظریہ فکر وفن کے تناظر میں سید ضمیر جعفری کے کلام کو دیکھا اور پرکھا جائے تو سید ضمیر جعفری کی شاعری میں المیاتی حقائق کی تلاش میں ذہن ودل کو بہت کوہِ گراں سر نہیں کرنے پڑتے بلکہ تلخ المیاتی حقائق کا بیان جن میں معاشی بدحالی، اخلاقی پستی، معاشرتی اقدار کا انحطاط، نئی تہذیب کے منفی اثرات، پرانی تہذیب کی ناقدری، نوجوان نسل کی مستقبل سے بے فکری اور ماضی سے لاتعلقی جیسے بے شمار سماجی واخلاقی مسائل سطح پر ہی نظر آجاتے ہیں۔ قدیم وجدید تہذیب کے تصادم میں جہاں پرانی اقدار مٹتی اور نئی روایات پنپتی جارہی ہیں وہیں کھانے پینے، اُٹھنے بیٹھنے اور مصافحے معانقے کے طور طریقے تک بدل چکے ہیں۔ انھیں بدلتے حالات کے اثرات کا المیہ ضمیر جعفری کی مشہور نظم کھڑا ڈنر میں بھی نمایاں ہے۔ مختصر بحر میں کہی گئی بات کتنی گہرائی اور گیرائی لیے ہوتی ہے۔ اپنی تہذیب چھوڑ کر دوسروں کی پیروی کے نتائج مضحکہ خیز ہی برآمد ہوتے ہیں۔

بُفے دعوت پہ بلوایا گیا ہوں
پلیٹیں دے کے بہلایا گیا ہوں
نہ آئی پر نہ آئی میری باری
پلاؤ تک بہت آیا گیا ہوں
کبابوں کی رکابی ڈھونڈنے کے لئے
کئی میلوں سے دوڑایا گیا ہوں
مٹر کے واسطے جب کی مٹر گشت
تو آلو گوشت میں پایا گیا ہوں
ضیافت کے بہانے در حقیقت
مشقت کے لئے لایا گیا ہوں (10)

نامی انصاری ضمیر جعفری کی شاعری میں طنزیہ ومزاحیہ عناصر کے بارے میں لکھتے ہیں:

"سید ضمیر جعفری نے زیادہ تر انسانی حماقتوں اور اجتماعی کمزوریوں کو تختۂ مشق بنایا ہے۔ ان کی

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 41, Issue No. 1, June 2025

اپیل ہمہ گیر، ان کا طنز بے ضرر اور ان کا مزاح مسرت آمیز ہے۔"(11)

نئی تہذیب کے اپنانے میں نوجوان نسل ہر دم مشتاق و بے قرار نظر آتی ہے۔

یہی شوقِ نزاکت ہے، اگر اپنے جوانوں میں
تو دیکھو گے بہن کی بالیاں، بھائی کے کانوں میں(12)

انگریزی پہناوے پر طنز کے ساتھ ساتھ بین السطور افسر کے انداز و اطوار بھی بیان کر جاتے ہیں۔

پن کھلا، ٹائی کھلی، بکلس کھلا، کالر کھلا
کھلتے کھلتے ڈیڑھ گھنٹے میں کہیں افسر کھلا(13)

سید ضمیر جعفری بحثیت طنز و مزاح نگار اپنے منصب سے بخوبی آگاہ تھے اس لیے اشعار میں ایک سچے مصلح کا فرض نبھاتے ہوئے نوجوان کو دعوت فکر و نظر دیتے ہیں۔ جدید علوم اور سائنسی ایجادات آج کی ضرورت ہیں لیکن بد قسمتی سے خطرناک ہتھیار اور مہلک اسلحہ ترقی کا مترادف سمجھا جا رہا ہے آنگنوں میں گلاب بیلے کی مہک کی بجائے گلیوں میں بد ودکی بو، آج تہذیبی و ثقافتی معراج اسی کا نام ہے۔ بڑھتی آبادی بین الاقوامی مسئلہ ہے، دنیا سے قحط سالی کا خاتمہ اولین ترجیح ہونی چاہیے۔ نظم پیدا کرو میں افراد و اقوام کی کاہلی، سستی اور عاقبت نااندیشی کا المیہ بیان کیا ہے:

شوق سے لختِ جگر، نورِ نظر پیدا کرو
ظالمو! تھوڑی سی گندم بھی مگر پیدا کرو
ارتقاء تہذیب کا یہ ہے کہ پھولوں کی بجائے
توپ کے دھڑ، بم کے سر، راکٹ کے پر پیدا کر(14)

مسلمانوں کو اس حقیقت سے روشناس بھی کرواتے ہیں کہ اہل یورپ کبھی مسلمان قوم کی فلاح نہیں چاہتے اس لیے کہتے ہیں:

میں بتاتا ہوں زوالِ اہل یورپ کا پلان
اہل یورپ کو مسلمانوں کے گھر پیدا کرو
حضرت اقبال کا شاہین تو ہم سے اُڑ چکا
اب کوئی اپنا مقامی جانور پیدا کرو(15)

احساسِ بے بسی اور بے چارگی امریکہ، برطانیہ کے خلاف نعرہ بازی اور ٹائر جلانے تک محدود ہے، اسی دوران میں

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 41, Issue No. 1, June 2025

ویزوں سے پابندی اٹھنے کی خبر آجائے تو سبھی کی دوڑ سفارت خانوں کی جانب ہو گی۔سید ضمیر جعفری نے نوجوان نسل کی سہل پسندی وبے کاری اور آرام طلبی، بزرگوں کی بے پروائی وبے اعتنائی کو موجودہ معاشرتی زوال کا ایک کلیدی سبب جانا اور اپنی شاعری میں اس کا برملا اظہار بھی کیا ہے۔ نظم کام آنا نہیں میں جہاں قوم کی سہل پسندی، کسلمندی اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے رہنے کی عادت کا المیہ بیان کیا ہے وہیں نظم بے ساختہ پن چاہیے میں غفلت شعاریوں کے منفی نتائج سے آگاہ و خبر دار بھی کیا ہے۔

کب تک آخر چوٹیوں کے ارد گرد اُڑتے پھریں
اس زمانے کے عقابوں کو نشیمن چاہیے(16)

ضمیر جعفری کے کلام میں معاشرتی مسائل کا گہرا شعور دردناک صورت میں ملتا ہے۔ صنعتی ترقی نے انسان کی زندگی تنگ کر دی اب گھر چھوٹے اور بازار بڑے ہیں۔ ضروریات کا ایک لا متناہی سلسلہ ہے جس کی فکر میں آدمی آدمی سے لڑتا ہے ہر کوئی زیادہ کمانے کی فکر میں غرق ہے، سب کو آگے نکل جانے کی جلدی ہے اور ہر کوئی پیسے کی دوڑ میں کولہو کے بیل کی طرح جتا ہوا ہے۔ غریب کی زندگی کس طرح سڑکوں پر خوار ہوتی ہے زندگی کی صبح کو شام کرنے کے لیے اُسے کیسے کیسے دھکے کھانے پڑتے ہیں، سید ضمیر جعفری جیسے حساس دل شاعر کو اس دردناک صورتحال کا نہ صرف مکمل ادراک تھا بلکہ آپ نے مختلف نظموں اور غزلوں میں اس طرف بھرپُور توجہ بھی دلائی ہے۔ نظم ''سفر ہو رہا ہے کراچی کی مصروف ترین شاہراہ پر سفر کی داستان نہیں، سفر کا المیہ ہے۔ بندر روڈ شہر کا بڑا بازار سڑک چل رہی ہے اسی المیہ کی تفصیلی داستانیں ہیں۔ سید ضمیر جعفری نے زبان کی سادگی و سلاست اور روانی کا شاعری میں خوب اہتمام کیا ہے اس کی وجہ تھی کہ اُن کا کلام عام آدمی کی کتھا ہے اور عام آدمی کی زندگی اُن کے کلام کا حاصل، لہٰذا زبان بھی آپ نے عمومی استعمال کی تاکہ عام آدمی کو بات باآسانی سمجھ سکے۔ آدمی اور آدمی نامہ اس شعوری و شعری کوشش کی ایک عمدہ مثال ہے۔

تھا کبھی علم آدمی، دل آدمی، پیار آدمی
آج کل زر آدمی، قصر آدمی، کار آدمی
زندگی نیچے کہیں منہ دیکھتی ہی رہ گئی
کتنا اونچا لے گیا جینے کا معیار آدمی(17)

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

ضمیر جعفری کے ہاں مقصد حیات کا شعور گہرا ہے۔ وہ انسان کو دنیا میں آنے کا مقصد یاد دلاتے ہیں کہ وہ انسان کو یاد دلاتے ہیں کہ وہ خلیفہ وقت ہے، رہبر ہے، اشرف المخلوقات ہے فکر اس کا اوڑھنا اور فقر اس کا بچھونا ہونا چاہیے۔

کوئی نصب العین، کوئی عشق، کوئی چاندنی
زندگی ہے ورنہ اک مصروف بیکاری کا نام
بات تو جب ہے بدل جائے سرشت انسان کی
یوں تو لکھ دینے کو لکھ دو اُونٹ پر لاری کا نام(18)

ضمیر جعفری کا مجموعہ ضمیریات اسم بامسمیٰ ہے کہ اس میں انسانی ضمیر کو جن تخریبی عناصر نے غفلت کے سمندر میں ڈبویا اور اس میں کاہلی، سستی، نلائقی، نااہلی اور کام چوری جیسے منفی اوصاف پیدا کیے، اُن کا المیہ بھی ہے اور جن حقائق کا شعور و ادراک رکھ کر وہ دوبارہ سے نا صرف عالم پر فتح اور ضمیر کا مفتوح ہو سکتا ہے اُن کا تذکرہ بھی ہے۔

سید ضمیر جعفری کا ایک کمال اُن کی تحریف نگاری ہے۔ ضمیریات میں ضمیر جعفری آغاز ہی مسدس حالی کی تحریف سے کرتے ہیں۔ مسدس بدحالی جس میں آپ نے بھی الطاف حسین حالی کی طرح مسلمانوں کی موجودہ حالت کا نقشہ اعمال کے آئینے میں دکھانے کی کوشش ہے۔ ماضی یاد دلا کر عبرت دلانے کی کوشش کی اور مستقبل کے لیے نوجوانانِ مسلمان کو قوتِ زورِ بازو، عمل پیہم، مسلسل جدوجہد اور ان تھک محنت کا درس دیا ہے لکھتے ہیں:

امامت کے تھے مدعی خشک و تر میں
سیاست میں، دانش میں، فکر و نظر میں
مقام ان کا اونچا ہے نوعِ بشر میں
کہ رہتا ہے اکثر فساد ان کے گھر میں
ہوس کی غلامی، شکم کی خدائی گلہ کاٹ دیتا ہے بھائی کا بھائی(19)

تحریف نگاری میں سید ضمیر جعفری کے قادرالکلام ہونے کے جوہر خوب کھل کر سامنے آئے ہیں اور اسی طرح بحر و قافیہ و ردیف کو کامیابی سے اپنی شاعری میں برتا ہے۔ اقبال کی نظموں کی بہترین پیروڈی ضمیر جعفری کے فن پر مہر ہے۔ مردِ مومن، سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا، فورٹ منرو، خودی نا صرف تحریف نگاری کی بلکہ طنز و مزاح میں المیہ کی بھی بہترین مثالیں ہیں۔

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 41, Issue No. 1, June 2025

سید، کوئی مرزا، کوئی راجہ، کوئی راؤ
لاؤ ذرا دیکھوں تو کوئی صرف مسلماں
تاجر ہے تو اس جونجھ کا تاجر ہے کہ اکثر
ایماں کو بھی تول کے رکھ دے سرِ میزاں
میری و وزیری و سفیری و اسیری
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلماں(20)

ضمیر جعفری کی شاعری میں اکبرالہ آبادی، الطاف حسین حالی اور اقبال کی شاعری کا فنی و فکری سطح پر اتباع ملتا ہے اور اس اتباع میں آپ نے صرف موضوعات ہی نہیں بلکہ الفاظ و تراکیب، تشبیہ واستعارے کے علاوہ مصرعوں پر بھی طنزیہ مزاحیہ زور آزمائی کی ہے۔ مثلاً

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ پیدا ہو گئے ہیں اور حیرانی نہیں جاتی(21)
تیرے حیران بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا
کہ ان پر جو بھی حالت ہوگئی طاری نہیں جاتی (22)

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی
یعنی تیزی میں اور بھی تیزی (23)

جمہوریت کا تصور آپ کے ہاں طنز و مزاح کے پیشوا اکبرالہ آبادی کے نظریہ سے مماثلت رکھتا ہے۔ نظم جرمانہ میں جمہوریت کے منفی ثمرات پر یوں رقمطراز ہیں:

جب ایک صوبے میں اک سولھواں وزیر بنا
کسی نے پوچھا کہ مصرف تو ان کا سمجھانا
تو اک ظریف نے بے ساختہ کہا کہ ضمیر
حضورِ والا ہیں جمہوریت کا خزانہ (24)

شیخ، ناصح اور مولوی پر طنز آپ کے ہاں بھی اپنی انتہا کو پہنچتا ہے۔

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 41, Issue No. 1, June 2025

شیخ، ناصح، محتسب، ملا کہو! کس کی سنیں؟

یارو کوئی ایک مرد معتبر پیدا کرو(25)

کتابی چہرے کے سرورق پر حکیم محمد سعید لکھتے ہیں:

"ضمیر اپنی حسِ مزاح سے زندگی کی جوت جگاتے ہیں۔ وہ نظم ونثر میں پھلجھڑیاں چھوڑتے ہیں اور شب تیرہ میں چراغاں کرتے ہیں۔"(26)

ضمیر جعفری نے شاعری کی بیشتر اصناف میں طبع آزمائی کی۔ غزل، نظم، آزاد نظم میں آپ نے المیاتی حقائق کو طنزیہ پیرائے میں بیان کیا ہے۔ آپ کی شاعری درد مند دل کی ترجمان ہے، انسان کا دکھ آپ کو غمگیں رکھتا ہے۔ نظم سوال میں انسان کے انھیں غموں کو بنیاد بنا کر بڑی سادہ لوحی سے معاشرے کے ستائے ہوؤں سے سوال کیا ہے۔

رشوت، بھوک، جہالت اور بیکاری سے

اپنی سادہ لوحی سے یا غیروں کی عیاری سے

خانہ جنگی، کالی منڈی، قاتل تہہ بازاری سے

لوگو! ہاتھ بلند کرو

اپنا زہر پسند کرو

مروگے کس بیماری سے؟(27)

سید ضمیر جعفری نے اپنے نام اور تخلص ضمیر سے بھی طنز ومزاح میں خوب کام لیا اور جہاں موقع ملا اپنے مدعا کے پرزور بیانیہ کے لیے اپنے آپ کو بھی طنز کا نشانہ بنانے سے دریغ نہیں کیا۔ آزاد نظموں میں ضمیر جعفری کی نظم اعتراف شیطان سے مکالمے کے انداز میں عمدہ تخلیق ہے جس میں انسان کو اپنے اعمال پر نظر ثانی کی دعوت دی گئی ہے۔

شیطان کے بت سے جب میں نے

پتھر تولا

تو وہ بولا

ارے تو بھی ہے ان پتھر پھینکنے والوں میں!

تو ویر مرا!، تو ضمیر مرا، تو سفیر میرا،

تو پیر میرا

ارے تو بھی!

تو یار چلتر کار میرا

مجھ سے بڑھ کر، مجھ سے بہتر

کرتا ہے کاروبار مرا

ارے تو بھی ہے ان پتھر پھینکنے والوں میں

اُس کے لہجے میں درد بہت

مرے چہرے پر گرد بہت

میں اُس کو پتھر مار آیا

پر اندر سے، اپنے انساں کو ہار آیا(28)

او دیس سے آنے والے بتا! مشہور رومانی شاعر حضرت اختر شیرانی کی ایک مقبول نظم کی تقلید میں لکھی جس میں اپنے دیس سے آنے والے سے اپنے گاؤں کی باتیں نہیں پوچھیں بلکہ قبا میں بند ناسوروں کے بند کھولے ہیں۔

او دیس سے آنے والے بتا!

کس حال میں ہیں یارانِ وطن!

کیا اب وہی دو شنبے کو راشن کے ذخیرے کھلتے ہیں

مٹی کے مرکب، گندم کیا سونے کے برابر تلتے ہیں

دو چٹکی چاول کی خاطر چھ چھ دن رلتے گلتے ہیں

پتلے فضل الدنیانِ وطن موٹے، بدری ناتھانِ وطن

او دیس سے آنے والے بتا!

کس حال میں ہیں یارانِ وطن!(29)

یہ نظم ضمیر جعفری نے ۱۹۴۶ء میں شملہ میں دوسری عالمگیر جنگ کے بعد پیدا ہونے والے حالات اور مہنگائی بڑھ جانے کے المناک اثرات کے نتیجے میں لکھی جس میں بھوک، افلاس اور اخلاقی جرائم میں اضافہ ہوا اور اسی کے تناظر میں معاشرتی، سماجی و معاشی مسائل کی عکاسی کی ہے۔ ضمیر جعفری کو سرکاری عہدوں پر کام کا تجربہ تھا۔ اُنھوں نے سرکاری محکموں میں اعلیٰ افسروں کی شان اور کلرکوں کی خستہ حالی کو قریب سے دیکھا تھا۔ سرکاری عہدیداران سے

تعلقات بھی تھے ان کے اشعار میں یہ تجربہ داخلِ دفتر ہونا میں واضح نظر آتا ہے۔

ضمیر جعفری کے ہاں زندہ حقائق کا جمِ غفیر ہے اور زبان و بیان پر ایسی قدرت ہے کہ لفظ عین نقش تصور کی تصویر معلوم ہوتے ہیں۔استاد کی حالت زار کا بیان منقش تصویر کشی کی مثال ہے جس میں استاد کی بدحالی کا المیہ بیان کیا ہے کہ تنخواہ میں آٹا نہیں آتا تو درس میں تدریس کہاں سے آئے قوم کے استاد، معمارِ قوم خود معاشی بدحالی، معاشرتی بے رغبتی و بے پروائی کا شکار ہیں۔آپ کو اس حقیقت کا بخوبی ادراک تھا اس لیے استاد کی زبانی جب تدریخ پڑھاتے ہیں تو تدریخ کے پس منظر میں حال کا فسانہء غم سناتے ہیں۔

لکھتے ہیں نظم درسِ عبرت
دورِ اکبر مغلیہ تاریخ کا دورِ کمال
آج بیوی کہہ رہی تھی گھر میں دلیہ ہے نہ دال
اپنا ثانی آپ تھا گفتار میں کردار میں
آج آٹا اور مہنگا ہو گیا بازار میں
دیکھنا نقشے پہ اُنگلی ہے میری لاہور پر
اے دلِ مرحوم اِک اچھی سی ٹیوشن اور کر
آخرش گل ہو گئی وہ شمعِ ہستی ایک دن
رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن(30)

آپ کی شاعری میں اپنے عہد کا شعور اخلاقی و معاشرتی برائیوں، جھوٹ، رشوت، چوری ذخیرہ اندوزی، زمینوں پر قبضہ، غریبوں کا استحصال، منافع خوری، غربت وافلاس کے متعلق اشعار کے علاوہ باپ بیٹے کا آپس میں سلوک، بیٹیوں کی ناقدری، روپے پیسے کی قدر و منزلت میں اضافہ، عزت و ناموس کی پامالی جیسے چھوٹے بڑے مسائل کا بے باک بیان ملتا ہے جو آپ کے نظریہ طنز و مزاح کا خاص پہلو ہے اور موجودہ معاشرت کی المناک تصویر بھی:

شرافت کی سند پیغامبر لایا تو کیا لایا
جو اچھے لوگ ہیں بیٹی کو موٹر کار دیتے ہیں (31)

مفلسی و غربت ایمان کے لیے خطرہ بن جاتی ہے۔اس خستہ صورتِ حال پر طنزیہ رنگ میں کہتے ہیں:

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 41, Issue No. 1, June 2025

ایک چمچہ دال کا اور ایک ٹکرا نان کا
امتحان روز لیتا ہے میرے ایمان کا(32)

اس کے علاوہ آپ کی غزل میں ریاکاری نہیں پائی جاتی معاشرے کے دوہرے چہرے پر طنز کی عمدہ مثال ہے۔ برصغیر پر انگریزوں کی نفسیاتی حکمرانی، جسمانی حکمرانی ختم ہو جانے کے بعد بھی قائم ہے۔ مسلمانوں کا بڑا المیہ یہ بھی ہے کہ اُنھوں نے خود برصغیر پر تقریباً ایک ہزار ۱۰۰۰ سال حکمرانی کی لیکن اس تمکنت، شان وشوکت کے آثار ان کے احوال پر وہ اثرات نہ چھوڑ سکے جو انگریزوں کے صرف ڈیڑھ سو سالہ اقتدار اور سلطنت نے ثبت کیے۔ مسلمان قوم ہر بری عادت کا شاخسانہ بھی انگریز کو ٹھہراتی ہے اور اتباع بھی اسی تہذیب و ثقافت کا کرتی ہے۔ ضمیر جعفری نے انگریزی تہذیب کی پیروی اور مسلمان قوم کے الزام، دونوں کو طنزیہ پیرائیہ میں بیان کیا ہے۔ آپ کی نظم قصور اس کی آئینہ دار ہے۔

ہم کریں ملت سے غداری، قصور انگریز کا
ہم کریں خوب چور بازاری، قصور انگریز کا
گھر میں کل بینگن کے بھرتے میں جو مرچیں تیز تھیں
اس میں بھی ہو گا بڑا بھاری قصور انگریز کا(33)

اس طرح مسلمان قوم میں موجود ظاہر داری اور ریاکاری کو بھی نشانہءطنز بناتے ہوئے کہتے ہیں:

خدا رکھے مسلمانوں کی جی داری نہیں جاتی
غریبی میں بھی پگڑی چار میناری نہیں جاتی
تن آسانی نہیں جاتی، ریاکاری نہیں جاتی
میاں برسوں میں یہ صدیوں کی بیماری نہیں جاتی(34)

ضمیر جعفری کی شاعری عصری شعور کی ترجمان ہی نہیں بلکہ آنے والے وقت کے لیے باقاعدہ حقائق پر مبنی ایک سند یافتہ تاریخ کی حیثیت رکھتی ہے اور ساتھ ہی واقعات کی سچی تصویر کشی ان کی فنی و ادبی صداقت کی ترجمان ہے۔ کلیم الدین احمد اپنی کتاب اردو شاعری پر ایک نظر میں لکھتے ہیں:

> ”شاعری صرف جذبات کی ترجمانی نہیں۔ ایک فن، ایک صناعی بھی ہے۔ شاعر الفاظ کی مدد سے اپنے حسیات و تخلیات، ولولوں اور امنگوں، اپنے تجربات زندگی کو ایک تعمیری محمل کی

Published by:
Department of Urdu
Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan)-60800
Website: https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/

صورت میں پیش کرتا ہے۔ اسے زبان میں تناسب، موزونیت اور توازن کا اس قدر خیل رکھنا ہوتا ہے جتنا ایک بت تراش کو مجسمہ بنانے میں۔" (35)

ضمیر جعفری کی شاعری میں مندرجہ بالا تمام خوبیاں موجود ہیں اس لیے انھوں نے اپنی شاعری میں ماہر مجسمہ ساز کی طرح ایسے تراشے ہیں اور حقائق کے المیاتی پہلو بیان کیے ہیں لیکن ساتھ ہی انسانی نفسیات اور اس کے بیانیہ میں سچائی اور صداقت سے بھی کام لیا ہے۔

ندرت،	افکار	سے	آتی	ہے
شہرت،	اخبار	سے	بنتی	ہے
طاقت،	تلوار	سے	آتی	ہے
دولت،	بازار	سے	بنتی	ہے
قامت،	دستار	سے	اٹھتی	ہے
عادت،	اطوار	سے	بنتی	ہے
لیکن	قوموں	اور	ملکوں	کی
قسمت	کردار	سے	بنتی	ہے(36)

الغرض دورِ حاضر کا عوامی اور بین الاقوامی سطح پر کوئی بھی ایسا واقعہ جس نے فرد اور معاشرے کو متاثر کیا ہو اور چاہے وہ کیسا ہی المناک سماجی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی المیہ ہو اس کی بازگشت آپ کی شاعری میں ضرور سنائی دیتی ہے۔ سید ضمیر جعفری کے قہقہوں میں چھپی آہ نہ صرف آپ کے کلام اور فکر و فن میں آپ کے دردمند دل کی غماز ہے بلکہ ایک سچے اور کھرے طنز و مزاح نگار کی اپنے منصب سے ایمانداری کی علمبردار بھی ہے۔ سید ضمیر جعفری کی شاعری اردو طنزیہ و مزاحیہ ادب کا ایسا قابل قدر چشمہ ٔ فیض ہے جس آنے والے صدیوں تک فیض یاب ہوتے رہیں گے۔

Journal of Research (Urdu)
ISSN (P): 1726-9067, ISSN (E):1816-3424
Volume No. 41, Issue No. 1, June 2025

حوالہ جات و حواشی

1۔ سرفراز شاہد،اردو مزاحیہ شاعری،(دوست پبلی کیشنز،اسلام آباد،2007ء)،ص153
2۔ ضمیر جعفری، سید، فکاہی کلیات نشاطِ تماشا،(سنگ میل پبلی کیشنز،لاہور،2014ء)،ص26
3۔ ایضاً،ص329
4۔ فرمان فتح پوری،ڈاکٹر،اُردو کی ظریفانہ شاعری اور اس کے نمائندے،(فیروز سنزلمیٹڈ طبع اول۔ کراچی، 1988ء)،ص66
5۔ ضمیر جعفری، سید،مافی الضمیر،(جامعہ ہمدرد،راولپنڈی،1985ء)،ص20
6۔ شوکت اللہ خاں جوہر،ڈاکٹر،پروفیسر،اُردو شاعری میں ظرافت نگاری،(الفاظ اکیڈمی،کراچی،ص618
7۔ ضمیر جعفری، سید،کلیات نشاطِ تماشا،ص12
8۔ ایضاً۔ص 11
9۔ ضمیر جعفری، سید،مافی الضمیر،ص31
10۔ ایضاً،ص76،77
11۔ نامی انصاری، بیسویں صدی میں طنز ومزاح،(ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس،دہلی،2002ء)،ص24
12۔ ضمیر جعفری، سید،مافی الضمیر،ص89
13۔ ایضاً،ص124
14۔ ایضاً،ص90
15۔ ایضاً،ص91
16۔ ضمیر جعفری، سید، فکاہی کلیات نشاط تماشا،ص 134
17۔ ایضاً،ص240
18۔ ایضاً،ص161

19۔ ایضاً، ص146

20۔ ایضاً، ص472

21۔ ایضاً، ص474

22۔ ایضاً، ص736

23۔ ایضاً، ص620

24۔ ایضاً، ص630

25۔ ضمیر جعفری، سید، مافی الضمیر، ص63

26۔ ضمیر جعفری، سید، کتابی چہرے، (نیرنگ خیال پبلی کیشنز، راولپنڈی، ۱۹۸۶ء)، سرورق

27۔ ضمیر جعفری، سید، فکاہی کلیات نشاط تماشا، ص566

28۔ ایضاً، ص686

29۔ ایضاً، ص558

30۔ ایضاً، ص593

31۔ ایضاً، ص9

32۔ ایضاً، ص235

33۔ ایضاً، ص599

34۔ ایضاً، ص474

35۔ کلیم الدین احمد، اردو شاعری پر ایک نظر، (اعوان پبلی کیشنز، کراچی، سن ندارد)، ص85

36۔ میر جعفری، سید، فکاہی کلیات نشاط تماشا، ص743